تنقیص کے لیے جن کا مأ خذ وحی اور الہام ہو ایک اوتار اور نبی ہی کی ضرورت ہے۔ یہ کام خاصا نازک ہی نہیں مشکل بھی تھا اور اس میں کوئی شک نہیں کہ مرزا صاحب نے ایک نبوی جوش وخروش سے جہاد کے تصور کی نفی اور انگریز کی وفاداری کے لیے بے پناہ کام کیا۔ گویا مسلمان مذہبی راہنماؤں کی کمزوری اور برطانوی حکومت کی اس ضرورت نے کہ ہندوستان میں جسے انھوں نے مسلمانوں سے ہی چھینا تھا ایک مضبوط حکومت کے لیے موافق حالات پیدا کیے جائیں۔ مرزا صاحب کے مشن کو جنم دیا۔

لیکن یہ بات حیران کن ہے کہ احمدی جماعت نشوونما پاتی رہی۔ حالانکہ وہ خوشگوار حالات جن میں اس جماعت کی تخلیق اور پرورش ہوئی اور تمام تصورات دن کی روشنی کی طرح واضح ہو چکے اور علم کا نور پھیل چکا تھا جس کا مظاہرا اقبالؒ کے لافانی کلام میں ہوا ہے۔ لیکن مسلمانوں کی تقدیر ایک اور پلٹا کھا چکی ہے۔ برصغیر کی تقسیم کے بعد احمدی تحریک ایک متروک اور مہمل تحریک ہو چکی ہے۔

غیر موافق حالات کے باوجود اس جماعت کی تنظیم کا سبب برسرِ اقتدار خاندان کے ذاتی مفادات ہیں جس کے مختلف حصے پروپیگنڈہ اور تنظیم کے کام میں مصروف ہیں اور شاید سب سے بڑا سبب اس گروہ کے افراد میں تعاونِ باہمی کا جذبہ ہے۔ جس طرح کہ اس جماعت کی ممبرشپ باہمی تحفظ اور یقین کی ضمانت ہو جاتی ہے لیکن اس جماعت کی مضبوطی کا انحصار پاکستان میں اس کی تنظیم پر نہیں۔ آزادی کا آفتاب طلوع ہونے کے بعد بہت کم لوگ ایسے ہیں جنھوں نے مرزائیت قبول کی لیکن کھلم کھلا علیحدگی اور افتراق کے بے شمار واقعات ظہور پذیر ہو چکے ہیں۔ اب جماعت صرف اپنے بیرونِ ملک اور خاص طور پر افریقہ کے بعض حصوں میں جہاں لوگ اسلام کی آواز پر لبیک کہنے کے لیے ہر وقت گوش برآواز رہتے ہیں اپنے پروپیگنڈہ کے سہارے زندہ ہیں۔ ربوہ میں صرف جماعت کا صدر مقام ہے لیکن اس سارے اثر ورسوخ کا دارومدار بیرونِ ملک کے کام پر ہے۔ اس جماعت کی پوزیشن کا صحیح جائزہ لینے کے لیے اس کام کے اس پہلو پر نگاہ رکھنا بے حد ضروری ہے۔

الحمدللہ تحریک تحفظِ ختمِ نبوت شعبۂ تبلیغ مجلس احرار اسلام پاکستان اندرون و بیرون ملک مرزائیت کے محاسبہ وتعاقب میں سرگرم عمل ہیں۔

مرزائیت: انگریز کی ضرورت:

مسلمانوں نے نہ صرف انگریزوں کا غیظ وغضب برداشت کیا بلکہ انھوں نے اپنے طور پر مغربی تہذیب کو ناقابل قبول گردانا اور انگریزی تعلیم کا بائیکاٹ کیا۔ متزاد مسلمانوں نے برصغیر کو دارالحرب قرار دیا جس کا مطلب تھا کہ انھوں نے انگریز کی حکومت تسلیم نہ کی اور باغیوں کا کردار اپنایا۔ ۱۸۵۷ء کی جنگِ آزادی مسلمانوں کے اسی کردار کا نتیجہ تھی جس کی پاداش میں وہ ایسے عذاب سے گزرے جس کا بہت کم قوتوں کا سامنا ہوا ہے۔ کوئی مسلمان قابل اعتبار نہ سمجھا جاتا تھا کہ انگریز کہتے تھے کہ اس کی سرشت میں بغاوت ہے۔ سخت سے سخت سزاؤں کے ساتھ ساتھ حکمرانوں کی کوشش تھی کہ وہ مسلمانوں کو باور کرا سکیں کہ وہ ایک غیر مسلم حکومت کے تحت بھی مسلمان کی زندگی بسر کر سکتے ہیں۔ انگریزوں کے تلے بھی

برصغیر دارالسلام ہے۔ چنانچہ اس نکتے کو مسلمانوں کے اذہان وقلوب میں اتارنے کے لیے بڑے بڑے دینی بزرگوں کے فتوے شائع کیے گئے لیکن مسلمان جمہور اپنی بات پر اڑا رہا کہ مسلمانوں کی حکومت کے اختتام کے بعد برصغیر دارالحرب بن گیا ہے۔ اسی نکتے کو منوانے کے لیے بالآخر انگریزوں کو نعوذ باللہ ایک ''نبی'' کو ''نازل'' کرنا پڑا کہ انھیں سوجھا کہ جو بات مفتیوں اور مولاناؤں کی سطح پر قابل قبول نہ ہوئی شاید وہ ''نبوت'' کی سطح پر قابل تسلیم ہو جائے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنے اس ''الہام'' کا انکشاف کیا کہ جہاد ''حرام'' ہو چکا ہے اور اس نے کہا:

اب چھوڑ دو اے دوستو جہاد کا خیال
دیں کے لیے حرام ہے جنگ و قتال

اور یہی انگریزوں کا مقصد تھا کہ مسلمان جہاد کے جذبے سے عاری ہو کر امن پسندانہ طور پر انگریزوں کے تابع ہو جائیں۔ قادیانیت کا بیج بو کر انگریز کو یہ فائدہ ضرور ہوا کہ برصغیر میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی جو ''اولوالامر'' کے اتباع کے بارے میں قرآنی نص کو ''حاکم وقت'' انگریزوں پر اطلاق کرتی اور انگریزوں کی وفاداری کا دم بھرتی تھی۔ انگریزوں کے زمانے میں قادیانیوں کے لیے یہ امر ہمیشہ باعث افتخار رہا کہ حکومت ان پر اعتماد اور انحصار کرتی ہے۔ وائسرائے نے چودھری ظفر اللہ خان کو بتیس سال کی عمر میں پنجاب ہائیکورٹ میں صرف آٹھ سال کی پریکٹس کے بعد مسلمانوں کی نمائندگی کے لیے اپنی کونسل کا ممبر مقرر کر دیا۔ ظفر اللہ خان نابغۂ روزگار نہ تھے کہ یہ ترقی ان کی غیر معمولی لیاقت کا تقاضا تھی۔ اس تقرری کا محض یہ مطلب تھا کہ اس طرح مسلمانوں کی نمائندگی کا مسئلہ بھی طے ہو گیا اور انگریزوں کو اپنی پسند کا آدمی مل گیا۔ اسی ناانصافی کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے علامہ اقبالؒ نے قادیانیوں کو مسلمانوں سے الگ ایک غیر مسلم فرقہ قرار دینے کا مطالبہ کیا۔

قادیانیت کی افزائش کا مقصد وحید حاکم وقت یعنی انگریزوں کی حکومت کو نعوذ باللہ جانب من اللہ ثابت کرنا تھا۔ قادیانی مسلمان جمہور سے گھبراتے تھے اور اسی لیے وہ برصغیر کی تقسیم کے حق میں نہ تھے کہ پھر پاکستان میں انھیں اپنے اردگرد مسلمان ہی مسلمان نظر آتے، مسلمانوں سے قلبی و ذہنی بعد ہی انھیں اپنا ہیڈ کوارٹر ربوہ سے لندن منتقل کرانے کا موجب بنا۔ قادیانیت ایسا مذہب ہے جو اپنے پیروؤں کو غیر مسلمانوں کی غلامی پر مائل کرنے کے آلہ کار کا کام دیتا ہے اور وہ یہی کام ہندوستان میں کر رہا ہو گا اور ہندوؤں کے نزدیک بہت مقبول و معزز ہو گا۔ روسیوں کو قادیانیوں کی ''خوبیوں'' کا ادراک ہو تو وہ ضرور انھیں وسط ایشیاء کے مسلمان مملکتوں میں درآمد کریں تاکہ وہاں مسلم باشندوں کے دلوں میں ماسکو کی غلامی کی خو کو راسخ کر سکیں۔

قادیانی گروہ کی لندن بسوں پر اشتہاری مہم

مولانا سہیل باوا (لندن)

قادیانیوں نے پورے برطانیہ اور پوری دنیا میں خودکو مسلمان کہلوانے کے علاوہ قادیانیت کو فروغ دینے کے لیے ایک بار پھر اپنی تبلیغی سرگرمیاں اچانک تیز کردی ہیں۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ برطانیہ میں قادیانی گروہ نے بسوں پر اشتہاری مہم اور گھر گھر خطوط اور دعوتی پیغامات کا سلسلہ شروع کیا، بعض بے روزگار اور حالات کے ستائے ہوئے پاکستانی نوجوان طلبہ قادیانیوں کے لیے لقمہ تر ہیں۔ قادیانی پریشان حال نوجوانوں کی تلاش میں رہتے ہیں اور جب بھی موقع ملتا ہے تو ان کو انتہائی چالاکی کے ساتھ اپنے دام میں پھنسانے کی کوشش کرتے ہیں۔ قادیانی گروہ کے نام نہاد خلیفہ کے اعلان کے مطابق کی مسلمانوں کو پوری دنیا میں قادیانی بنانے کی اس سال سب سے بڑی مہم ہے۔ اس وقت برطانیہ میں قادیانی اشتہاری مہم کو کامیاب کرانے میں ختم نبوت کے باغی اور قادیانیوں کی کمر کو مضبوط کرنے والی بدنام زمانہ مشروب ساز فیکٹری شیزان قادیانی نبوت کا اقتصادی یونٹ اور دیگر مصنوعات پیش پیش ہے۔ یہ کمپنیاں کم قیمت میں اپنی مصنوعات بیچ کر جھوٹی نبوت کی گاڑی کے لیے پیٹرول فراہم کرتی ہیں۔ شہر کراچی بھی پچھلے دو سال سے قادیانیوں کی تبلیغی سرگرمیوں کا مرکز بنا ہوا ہے اور قادیانیوں کی یہ نئی حکمت عملی سامنے آئی ہے کہ قادیانی گروہ کی خواتین تنظیم لجنہ اماء اللہ کی صدر کراچی امۃ الباری ناصر، ثمینا منصور Saddar North Karachi ،Saddar-e-sector 1 and 10 کی رخسانہ ظہیر، فرحت Secratry Chanda Membary خواتین میں کام کو وسعت دینے کے لیے شہر بھر میں نہایت فعال کردار ادا کررہی ہیں۔ آپ کو کچھ اندازہ ہوگیا ہوگا کہ مسئلہ کی نوعیت کیا ہے اور معاملات کہاں تک پہنچ چکے ہیں؟ پیشتر حضرات یہ کہہ دیتے ہیں کہ ہمیں تو ان باتوں کا علم ہی نہیں لیکن ان حضرات کا نہ جاننا بھی ہماری ذمہ داری ہے؟ کیا یہ بھی ہمارا قصور ہے؟ قابل افسوس امر تو یہ ہے کہ اب بھی پاکستان میں رہتے ہوئے وہ ان امور سے واقف نہیں ہیں۔ میرا ان سے التماس ہے کہ خدا کے لیے آنکھیں کھولیے اور اپنی ذمہ داری کا احساس کیجیے۔ راقم نے جب اپنے پچھلے کالم میں کراچی میں قادیانیوں کی غیر آئینی سرگرمیوں کی نشاندہی کی تو فون آنے لگے۔ موصوف اپنے آپ کو پاکستان کی کسی ایجنسی سے وابستہ بتاتے ہیں۔ آئندہ بھی ہم حکومت کو یاد دہانی کرواتے رہیں گے۔ ہوسکتا ہے ارباب حکومت اپنی ایجنسیوں سے بے خبر ہوں۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ ان ایجنسیوں کو لگام ڈالے۔ ہماری تحریک ختم نبوت کم و بیش ایک صدی سے جاری ہے۔